کتابخانه جامع
جامعة العلوم
معاونت پژوهش
مرکز جهانی علوم اسلامی

مرکز جهانی علوم اسلامی

مدرسه عالی فقه و معارف اسلامی

پایان نامه کارشناسی ارشد

رشته فقه و معارف اسلامی

عنوان:

ترجمہ کتاب ''المسایل الفقهیه'' بہ زبان اردو

مؤلف: علامہ عبدالحسین شرف الدین موسوی

استاد رہنما:

حجۃ الاسلام والمسلمین سید احتشام عباس زیدی

استاد مشاور:

حجۃ الاسلام والمسلمین کلب صادق اسدی

دانش پژوه:

جنت علی

سال: ۱۳۸۴

کتابخانه جامع مرکز جهانی علوم اسلامی
شماره ثبت: ۵۷
تاریخ ثبت:

بسم الله الرحمن الرحیم

انتساب

حجت خدا

فرزند مصطفیؐ

دلبند مرتضیٰؑ

یوسف زہراؑ

نور چشم مجتبیٰؑ

جگر گوشہ ائمہ ھدیٰ

حضرت بقیۃ اللہ الاعظم

حضرت امام مہدی

روحی وارواح العالمین لتراب مقدمہ الفداء

کے بارگاہ میں.... ﴿گر قبول افتد زہے عز و شرف﴾

بسمہ تعالیٰ

تقدیر و تشکر

سب پہلے میں پروردیگار عالم کے حضور سر بسجود ہوں کہ اس نے مجھے اس کتاب کا ترجمہ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کے بعد اپنے استاد رہنما حجۃ الاسلام والمسلمین سید احتشام عباس زیدی اور استاد مشاور حجۃ الاسلام والمسلمین کلب صادق اسدی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس سلسلہ میں میری رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔

الاحقر...............جنت علی

بسم الله الرحمن الرحيم

چکیده

حمد و سپاس خدائی را که انسان را آفرید و به او قوه تفکر، تعقل واندیشیدن را عنایت نمود تا بواسطه این قوه راه تعالی و تکامل را یافته و با پیمودن آن به سعادت برسد. واما از آنجائی که عقل نمی تواند به تنهائی به سوی کمال مطللوب رهنمون شود و از لغزشها مصون بماند انبیاء را فرستاد تا به کمک از تعالیم و آموزه های آسمانی انسان را به کمال برساند .

و درود وسلام برآخرین پیامبرخدا حضرت محمد صلی الله علیه وآله و خاندان پاکش که چشمه سران وحی ومفسران واقعی هدف خلقت انسان اند که تمسک به انها موجب سعادت ابدی و تخلف از انها موجب خسران ابدی است همانگونه که پیامبر اکرم (ص) می فرماید: **انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اهل بیتی ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی و انهما لن یفترقا حتی یرد علی الحوض.**

ویا در جای دیگر می فرماید: **مثل اهل بیتی کمثل سفینة نوح من رکبها نجی ومن تخلف عنها غرق .**

و اینجانب خدا را سپاسگزارم که از متمسکین بولایت و از شاگردان مکتب امام صادق (ع) هستم و امیدوارم که خداوند توفیق بهره گیری از فقه بیکران اهلبیت علیهم السلام را عنایت فرماید .

برخود لازم میدانم که در اینجا نکاتی را در مورد ترجمه کتاب تشریح نمایم. سه سال قبل که به این کتاب آشنای پیدا کردم به فکر افتادم که اگر این کتاب به زبان اردو ترجمه شود بسیار مفید و مُثمِر ثمر خواهد بود زیرا با وجود فشرده و کوچک بودن کتاب، مسایل فقهی بصورت مستدل و متین گردآوری و تدوین شده که به شبهات مهم فقهی که از سوی اهل سنت مانند: جمع بین الصلوتین، عقد موقت، مسح پا و مسایل دیگر وارد گردیده؛ پاسخ داده شده است و براستی از مصادیق ضرب المثل زبان اردو است که بحر را در کوزه جمع نموده است و نیز پاسخگوی بخش زیادی از نیازهای فقهی جامعه پاکستان که با مردم اهل سنت زندگی می کنند می باشد لذا بنده به عنوان طلبه ای که به این مشکلات سروکار داشتم بر خود لازم دانستم تا ترجمه را به عهده بیگرم که با توفیق خداوند و باعنایات خاصه حضرت ولی عصر(عج) این کار انجام گرفت امیدوارم حضرت حق بپزیرد .

واما موضوعاتی که دراین کتاب به انها پرداخته شده و به نظرم از اهم مسایل فقهی و اختلافی میان تشیع و تسنن میباشد عبارتند از:
۱ جمع بین الصلواتین.
۲ آیا بسم الله آیه است و خواندن ان در نماز واجب است ؟
۳ آیا تکبیرة الاحرام رکن نماز است یا خیر؟
٤ آیا نمازهای چهار رکعتی در سفر قصر هستند ؟
۵ آیا روزه گرفتن برای مسافر جایز است ؟
٦عقد موقت و دلایل جواز آن از قرآن و سنت و اجماع .
۷ آیا در وضو شستن پا مورد نظر قرآن و حدیث است یا مسح آن ؟
۸ آیا مسح بر خفین و جوراب جایز است یا خیر؟
وچند مسایل فرعی دیگر: نظیر مسح اذنین و وضو به نبیذ وغیره .

روشی که در این کتاب بکار گرفته شده بدینگونه است که اولاً محل مورد نزاع را شفاف تبیین نموده و سپس به نقل آراء مخالفین و دلایل انها پرداخته و بعد انها را مورد نقد و بررسی قرار داده و دیدگاه تشیع را بگونه مستدل بیان نموده است .

دراین کار علمی سعی بنده بر این بوده که تا جای که ممکن است مقصود مؤلف را طبق عبارات ایشان ترجمه نمایم .

و در پایان لازم می دانم که از استاد محترم آقای احتشام عباس زیدی و همچنین استاد مشاور آقای کلب صادق اسدی و نیز از مرکز جهانی علوم اسلامی نهایت تشکر و قدردانی بجا بیاورم که زمینه تحقیق و پژوهش را برای بنده وامثال بنده فراهم نموده است.

فہرست

مقدمہ..الف

اہلسنت کیوں چار فرقوں میں منحصرہ ہے؟..........................ج

فقہ کا لغوی معنی..خ

فقہ کا اصطلاحی معنی..خ

فقہ مقارن کی تعریف..خ

فقہ مقارن کا موضوع..خ

فقہ مقارن پر شیعوں کے تالیفات..د

فقہ مقارن کے متعلق اہلسنت کے تالیفات..ذ

اہلسنت کے چاروں مذاہب کا اجمالی جائزہ..ر

امام ابوحنیفہ..ر

امام مالک..س

امام شافعی..ص

امام احمد بن حنبل..ط

فہرست کتاب

۱-دونمازوں کوایک ساتھ پڑھنا.. ۱

۲-کیا بسم اللہ سوروں کا جزء ہے؟اور کیا اس کا نماز میں پڑھنا صحیح ہے؟.. ۱۶

۳-نماز میں قرائت ﴿حمد وسورہ﴾ کا حکم.. ۳۲

۴-تکبیرۃ الاحرام.. ۴۴

۵-نماز کو قصر پڑھنا اور روزے کا افطار کرنا.. ۴۶

روزہ افطار کرنے کی مشروعیت.. ۴۸

قصر کا حکم.. ۴۹

شیعوں کے دلایل.. ۵۰

امام شافعی اور اسکے ہم نظریہ علماء کے دلایل.. ۵۳

افطار کا حکم ۵۵

قصر کے شرائط ۶۰

۶-نکاح متعہ ﴿ازدواج موقت﴾ ۶۴

۱-متعہ کی حقیقت ۶۴

۲-متعہ کے جواز پر امت کا اجماع ۶۷

۳-متعہ کے جواز پر قرآنی دلیل ۶۷

۴-متعہ کے جواز پر احادیث ۶۹

۵-متعہ کے نسخ کے قائلین اور انکی دلیلیں ۷۰

۶-خلیفہ ثانی کی ممانعت ۷۴

۷-خلیفہ ثانی کے حکم کے مخالفین ۸۷

۸-شیعوں کا نظریہ ۸۲

۷-پیروں کا دھونا یا اسے مسح کرنا ۸۳

پیر دھونے والی روایات پر ایک نظر ۹۰

استحسان کے ذریعہ استدلال پر ایک نظر ۹۳

یاددہانی ۹۵

مفصل تک مسح ۹۷

۸-جوراب اور جوتوں پر مسح ۹۹

۹-عمامہ پر مسح ۱۰۹

کیا سر کے مسح کی کوئی حد ہے؟ ۱۱۱

چھ اختلافی مسایل ۱۱۳

۱-کانوں کا مسح ۱۱۳

۲-کیا سر کی مسح کی بجائے اسکا دھونا صحیح ہے؟ ۱۱۴

۳-وضو کی ترتیب ۱۱۵

۴-موالات ۱۱۶

۵-نیت ۱۱۸

۶-نبیذ ''کشمش'' سے وضو ۱۲۲

مقدمہ

خداوند عالم نے تمام انسانوں کی ہدایت کیلئے دین اسلام بھیجا، **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الا سلام د نیا،** (۱) میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے، جبکہ رسالت مابؐ نے بھی یہی امانتِ الٰہی صحیح طریقہ سے ہمیں پہنچائی ہے اور اِس راہ میں طرح طرح کی تکالیف اور مشکلات برداشت کی ہیں، مخصوصاً آپؐ کی مکی زندگی ﴿آخری دس سال﴾ رنج والم سے بھری تھی لیکن اِس کے باوجود آپؐ اپنے وظیفے سے دستبردار نہیں ہوئے، جبکہ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے تمام اصحاب سے تین مرتبہ اس بات پر اقرار اور عہد لیا کہ کیا میں نے پیغام الٰہی کو صحیح طریقے سے آپ لوگوں تک پہنچایا ہے؟ تو سب نے یک زبان ہو کر کہا: ہاں! اور آپ کی رحلت تک مسلمانوں میں کوئی واضح اختلاف موجود نہیں تھا اور تمام صحابہ کرام صرف انصار اور مہاجرین کے نام سے تقسیم ہوئے تھے.(۲) مسلمانوں کے اِختلافات کا آغاز آپ کی رحلت کے بعد شروع ہوا اور مسلمان دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے؛ جن میں سے ایک گروہ کا عقیدہ تھا کہ عقل حکم کرتی ہے(۳) کہ خداوند عالم پر واجب ہے کہ پیغمبر اکرم کی وفات کے بعد دین اور شریعت کی حفاظت اور بقاء کی خاطر ایک جانشین اور وصی کا انتظام کرے؛ جو معصوم ہونا چاہیے اور پیغمبر اکرمؐ کی طرح اُسکی پیروی بھی تمام مسلمانوں پر واجب ہو اور اسکی غیر موجودگی میں دین اسلام کا محافظ ہو، یعنی بالفاظِ دیگر! پیغمبر اکرمؐ کے جانشین کو منصوص من اللہ ہونا چاہیے اور پیغمبر اکرمؐ اپنی حیات میں بارہا اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت علیؑ کی جانشینی اور

۱-مائدہ، آیہ۳

۲-توبہ، آیہ۱۰۰ میں اِسکا ذکر ہوا ہے.

۳-یہ جو ہم نے کہا کہ عقل کہتی ہے کہ شارع کیلئے دین کی حفاظت اور بقاء کیلئے امام معصوم کی تعیین کرنا ضروری ہے، اس سے خوارج، جبائیان اور اہلحدیث خارج ہو گئے ﴿شرح تجرید، علامہ حلی، ص۲۲۶﴾

امامت کا اعلان کرتے رہے ہیں، سب سے پہلے دعوتِ ذوالعشیرہ کے موقع پر(۱) اور آخری مرتبہ حجۃ الوداع (۲) سے واپسی پر ہزاروں مسلمانوں کے اجتماع میں حضرت علیؑ کی ولایت اور جانشینی کا اعلان کیا: جبکہ بعض مقامات پر اپنے بارہ جانشینوں کے نام اور اوصاف بھی بتائے ہیں (۳) اور پیغمبر اکرمؐ نے رحلت سے پہلے حدیثِ ثقلین میں اُمت کو گمراہی اور اختلافات سے بچنے کیلئے دو چیزوں کیساتھ متمسک رہنے کی وصیت کی تھی اور فرمایا تھا کہ جب تک آپ اِن کے ساتھ متمسک رہیں گے؛ ہرگز گمراہ نہیں ہوگے یعنی قرآن مجید اور اہلبیتؑ ،لیکن اُمت نے پیغمبر اکرمؐ کی اِس وصیت کو پسِ پشت ڈال دیا جسکی وجہ سے وہ ضلالت اور گمراہی کے دلدل میں پھنس گئی.

جبکہ دوسرا گروہ؛ وصی اور جانشین پیغمبرؐ کو منصوص من اللہ نہیں سمجھتا تھا بلکہ اُن کا عقیدہ تھا کہ یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ جانشین اور خلیفہ کی تعیین کریں، لہذا پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد اُنہوں نے شوریٰ تشکیل دی جس نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ منتخب کیا، لہذا مسلمانوں کے درمیان دیگر تمام اختلافات کا سرچشمہ مسئلہ خلافت ہے اور خلفائے ثلاثہ کے دوران خلافت میں فقہی اختلافات بہت کم تھے، اسکی دو وجہیں ہوسکتی ہیں:

(۱) چونکہ پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور پیغمبر اکرمؐ کی سیرت کے اکثر پہلو مسلمانوں کے درمیان رائج تھے اور ان میں کوئی واضح تبدیلی نہیں آئی تھی.

(۲) اکثر مسایل میں خلفاء مشورہ کرتے تھے ،جس کی وجہ سے اختلافات رفع ہو جاتے ، اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش

۱- کنزالعمال، جلد ۶، ص ۱۵۵، ۳۹۲، ۳۹۷ -- تاریخ ابن جریج طبری، جلد ۲، ص ۶۲ -- الریاض النضرہ، جلد ۲، ص ۱۶۳ -- اور علامہ سیوطی نے درالمنثور میں آیہ ﴿ربّ اشرح لی...... ﴾ کی تفسیر میں اور علامہ فخر رازی نے تفسیر کبیر آیہ ﴿انما ولیکم اللہ...... ﴾ کی تفسیر میں اِسے ذکر کیا ہے.

۲- تاریخ بغدادی، جلد ۸، ص ۲۹۰ -- اسباب النزول، واحدی، ص ۱۵۰ -- درالمنثور، علامہ سیوطی، آیہ ﴿الیوم اکملت..... ﴾ کی تفسیر میں -- علامہ فخر رازی، تفسیر کبیر، آیہ ﴿یاایھا الرسول بلغ...... ﴾ کی تفسیر میں.

۳- مسند ابن حنبل، ص ۵۹، ۶، ۷، ۹۰، ۹۲، ۹۴، ۹۸ -- صواعق، ابن حجر، ص ۱۱۳ -- مستدرک الصحیحین، جلد ۴، ص ۵۰۱ -- کنزالعمال جلد ۳ ص ۲۰۵، وجلد ۶، ص ۶۰.

ہوتا جسکا خلیفہ کے پاس حل موجود نہ ہوتا تو وہ حضرت علیؑ کے دروازہ پر جاتے اور مسئلہ کا حل دریافت کر لیتے، خلیفہ ثانی کے اس قول کو شیعہ اور سنی علماء نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ستر مرتبہ اس جملہ کو دھرایا: **لولا علی لهلک عمر**، اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا اور ایسے ہی کلمات حضرت عثمان نے بھی ادا کئے ہیں (۱) اور حضرت عمر نے دورہ خلافت میں ایک دوسرے مقام پر اعتراف کیا ہے: **اعوذ باللہ من معضلة لیس فیھا ابوالحسن** (۲) میں ایسی مشکل سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں جس کے حل کیلئے علیؑ موجود نہ ہوں، لیکن رفتہ رفتہ ان اختلافات کا دامن وسیع تر ہوتا چلا گیا جس کے نتیجہ میں مکہ، مدینہ، کوفہ، اور شام میں الگ الگ مسلک وجود میں آئے؛ ہر شہر کا جداگانہ فقیہ ہوا کرتا تھا اور لوگ انکے فتاویٰ پر عمل کرتے تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں مختلف مکاتب اور مذاہب وجود میں آئے؛ ہر مذہب کے علیحدہ اصول اور عقائد تھے جن کو عباسی خلیفہ ''القادر باللہ'' نے اپنی خلافت کے دوران تفرقہ کے پیش نظر انہیں کم کر کے چھار فرقوں میں منحصر کر دیا لہذا باقی مذاہب پر عمل کرنا ممنوع ہو گیا اور اُنکے پیروکار تقیہ میں اپنے مذہب پر عمل کرنے لگے، نویں صدی ہجری تک ان مذاہب کا وجود باقی تھا لیکن رفتہ رفتہ وہ تمام مذاہب مٹ گئے جن میں سے بہت محدود تعداد میں ابھی بھی باقی ہیں.

ذیل میں ہم اُن تمام مذاہب کو ذکر کرتے ہیں جو اس زمانے میں رائج تھے.

(۱)	مذہب حسن بصری	﴿۲۱ھ ق-۱۱۰ھ ق﴾
(۲)	مذہب جابر اباضی ﴿اباضیہ﴾	﴿۲۱ھ ق-۹۳ھ ق﴾
(۳)	مذہب عبداللہ ابن شبرمہ	﴿م۱۴۴ھ ق﴾

۱-الغدیر، علامہ امینی، جلد ۸، ص ۲۱۴.

۲-تاریخ الخلفاء، علامہ سیوطی ۱۹۰.

(۴) مذہب زید بن علیؑ ﴿۸۰ھ ق-۱۲۰﴾

(۵) مذہب عثمان بن عمر تیمی ﴿م ۱۴۵ھ ق﴾

(۶) مذہب امام صادقؑ ﴿اثناعشری﴾ ﴿۸۰ھ ق-۱۴۸ھ ق﴾

(۷) مذہب محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ ﴿م ۱۴۸ھ ق﴾

(۸) مذہب اسماعیل بن جعفر ﴿اسماعیلیہ﴾ ﴿م ۸۰ھ ق﴾

(۹) مذہب نعمان بن ثابت ﴿ابوحنیفہ﴾ ﴿۸۰ھ ق-۱۵۰ھ ق﴾

(۱۰) مذہب ابن جریج عبدالملک بن عقد العزیز ﴿۸۰ھ ق-۱۵۰ھ ق﴾

(۱۱) مذہب عبدالرحمٰن اوزاعی ﴿۸۸ھ ق-۱۵۷ھ ق﴾

(۱۲) مذہب سفیان بن سعید ثوری ﴿۹۷ھ ق-۱۶۱ھ ق﴾

(۱۳) مذہب ابی حرث لیث ابن سعد ﴿۹۴ھ ق-۱۷۵ھ ق﴾

(۱۴) مذہب امام مالک ابن انس النخعی ﴿۹۳ھ ق-۱۷۹ھ ق﴾

(۱۵) مذہب امام محمد بن ادریس شافعی ﴿۱۵۰ھ ق-۲۰۴ھ ق﴾

(۱۶) مذہب امام احمد بن محمد بن حنبل ﴿۱۶۴ھ ق-۲۴۱ھ ق﴾

(۱۷) مذہب ابوثور ابراہیم ابن خالد کلبی ﴿م ۲۴۶ھ ق﴾

(۱۸) مذہب داود ابن علی الظاہری اصفہانی ﴿۲۰۲ھ ق-۲۷۰ھ ق﴾

(۱۹) مذہب محمد بن جریر طبرانی ﴿۲۲۴ھ ق-۳۱۰ھ ق﴾

اہلسنت کیوں چار فرقوں میں منحصر ہے؟

علامہ خونساری نے ''روضات الجنہ'' میں سیّد مرتضی کے حالاتِ زندگی کو بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ جب عباسی حکمرانوں نے دیکھا کہ فقہی مسائل میں بہت سے مذاہب موجود ہیں جس کی بناء پر مسلمان آپس میں تفرقہ کے شکار ہوگئے تو انہوں نے مختلف علماء اور قبائل کے سرداروں کو اکھٹا کیا اور اُن سے مسئلہ کا حل پوچھا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ ہر مذہب پر عمل کرنے کیلئے یہ لازمی قرار دیا جائے کہ اگر اُن کے پیروکار کئی ہزار دینار بطورِ ٹیکس حکومت کو ادا کریں تب اُن کے مذہب کو قانونی حیثیت حاصل ہوگی اور اِس طریقہ سے مذاہب کی تعداد میں کمی واقع ہو جائے گی، چونکہ مذاہبِ چارگانہ اہلسنت کے پیروکار دوسرے فرقوں کی نسبت زیادہ مالدار تھے لہذا انہوں نے یہ شرط پوری کردی اور اُن کے مذاہب کو قانونی حیثیت مل گئی، جب شیعوں ﴿جو اُس زمانے میں ''جعفری'' کہلاتے تھے﴾ سے یہی مطالبہ ہوا، تو اُس زمانے میں سیّد مرتضیٰ شیعوں کی سرپرستی کر رہے تھے انہوں نے بہت کوششیں کی لیکن شیعوں کی قلت اور انکی تنگدستی کی وجہ سے وہ معیّنہ مال کی جمع آوری میں کامیاب نہیں ہوئے لہذا مذہبِ شیعہ کو رسمی اور قانونی حیثیت حاصل نہیں ہوسکی.(۱)

اور اُس کے بعد حکومتِ عباسی نے مذکورہ مذاہب کے علاوہ دوسرے مذاہب پر عمل کرنے کو سختی سے منع کیا یہاں تک کہ کسی کو اتنی اجازت بھی نہیں دی گئی کہ وہ بعض مسائل میں ایک مذہب کی پیروی کرے اور دیگر مسائل میں دوسرے مذہب کی، جبکہ یہ سلسلہ بہت عرصہ تک جاری رہا اور کسی کو بھی اسکی مخالفت کرنے کی جرات

۱-روضات الجنہ، خونساری، جلد۴، ص ۳۰۷.

نہیں ہوئی یہاں تک کہ علامہ محی الدین عربی جوایک صوفی تھے؛ نے یہ روش توڑ ڈالی.

حدائق المقربین کے مصنف لکھتے ہیں کہ سید مرتضٰی نے وقت کے عباسی خلیفہ ''القادر باللہ'' کے ساتھ گفتگو کی اوراُن سے کہا کہ شیعوں سے بھی ایک لاکھ دینار لے لیں تا کہ انکی مذہب کو بھی قانونی حیثیت حاصل ہو جائے تا کہ یہ تقیہ کی زندگی سے نجات پاسکیں، خلیفہ نے یہ بات مان لی سیّد مرتضٰی نے اپنا سارا ذاتی مال بیچ ڈالا اور اَسی ہزار دینار جمع کیئے اور شیعوں سے باقیماندہ مال کا مطالبہ کیا لیکن شیعوں کی غربت اور تنگدستی کی بدولت باقیماندہ مال جمع نہیں ہوا.

علامہ خونساری نے احمد بن محمد بن حنبل کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ ٦٦٥ ھ میں مصر کے بادشاہ ظاہر بیبرس نے مصر میں اہلسنت کے چاروں مذاہب کیلئے علیحدہ علیحدہ قاضی بنائے اور دیگر مذاہب پر پابندی لگادی اور کعبہ کے ارکان کو بھی اِنہی کے درمیان تقسیم کیا.(١)

جبکہ اہلسنت کے دیگر کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ اِس سے پہلے امام صادقؑ کے زمانہ میں کوفہ کے لوگ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری، مکہ کے لوگ ابن جریج، مدینہ کے لوگ امام مالک، بصرہ کے لوگ عثمان اور سوارہ، شام کے لوگ اوزاعی اور ولید، مصر کے لوگ لیث ابن سعید، جبکہ خراسان کے لوگ عبداللہ ابن مالک کے فتاوی پر عمل کرتے تھے، لیکن ٣٦٥ ھ ق میں صرف یہی چار مذاہب باقی رہ گئے اور دیگر مذاہب مٹ گئے.

اگر چہ علامہ خونساری اور چند علمائے اہلسنت کا نظریہ ہے کہ ظاہر بیبرس کے زمانہ میں اسلامی مذاہب چار فرقوں میں منحصر ہوئے تھے اور اُس سے پہلے مسلمان مختلف مذاہب میں بھٹکے ہوئے تھے لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ ظاہر بیبرس کے حکم سے صرف قاضی اِنہی مذاہب کے ساتھ خاص تھے اور انہوں نے دیگر مذاہب پر پابندی نہیں لگائی تھی اور دوسری بات یہ ہے کہ ظاہر بیبرس کی حکومت صرف مصر اور اُسکے مضافات تک محدود تھی اور دیگر شہروں پر اُسکی حکومت ہی نہیں تھی تا اینکہ کہا جائے کہ اُس نے صرف اِن چار مذاہب پر عمل کرنے کا حکم دیا تھا.

روضات الجنۃ، امام احمد بن حنبل کے حالاتِ زندگی میں.

فقہ کالغوی معنیٰ:

فقہ کے لغوی معنیٰ میں اختلاف ہے اور اِس اختلاف کی برگشت اسکی طرف ہے کہ اسے کس باب سے لیا جائے، اگر یہ باب ''نَصَرَ یَنصُرُ سے ہوتو اِس کا معنیٰ ''جاننا'' ہے اور اگر باب ''تَعِبَ یَتعَب'' سے ہوتو اِسکا معنیٰ؛ متکلم کا مقصود جاننا ہے اور اگر باب ''حَسُنَ یَحسُنُ'' سے ہوتو اِسکا معنیٰ علم فقہ کا فقیہ کیلئے ملکہ ہونا ہے.(۱)

فقہ کا اصطلاحی معنیٰ:

تاریخ اسلام میں فقہ کا ایک خاص اور معین معنیٰ نہیں رہا ہے بلکہ مختلف زمانوں میں اِس کا معنیٰ تغییر کا شکار رہا ہے، صدرِ اسلام میں تمام اِعتقادات، اخلاقیات اور احکام کو ''علم فقہ'' کہا جاتا تھا لیکن بعد میں اِس کا استعمال خاص معنیٰ میں ہونے لگا اور اسکا دایرہ تنگ تر ہوتا چلا گیا۔

فقہ کی بہت سی تعریفیں ہوئی ہیں لیکن فقہ کی بہترین تعریف یہ ہے: وہ تمام احکام الٰہی جنہیں قرآن، سنت اور اجماع سے استنباط کیا جائے ''فقہ'' کہلاتا ہے، چاہے یہ احکام کلی ہوں یا جزئی.(۲)

فقہ مقارن کی تعریف: فقہ مقارن کی دو تعریفیں ہو چکی ہیں:

۱-فقہِ مقارن ایک ایسا علم ہے جس میں تمام اسلامی مذاہب کا مختلف فقہی مسائل میں آراء اور نظریات نقل کئے جاتے ہیں، اسے ''علم خلاف'' بھی کہتے ہیں.

۲-مختلف فقہی مسائل میں تمام اسلامی مذاہب کے آراء کو دلیلوں کے ساتھ نقل کر کے صحیح اور استدلالی نظریہ کے انتخاب کو ''فقہ مقارن'' کہتے ہیں.(۳)

فقہ مقارن کا موضوع

تمام اسلامی مذاہب کا مختلف مسائل میں آراء اور فتاویٰ علم فقہ کا موضوع ہے، اِسے ''فقہ تطبیقی'' بھی کہتے ہیں.(۴)

۱-المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، جلد۲، ص۲۵۶--الاحکام فی اصول الاحکام، جلد۱، ص۵--نھایۃ السئول؛ ہمراہ با شرح بدخشی، جلد۱، ص۱۵، ۲۰

۲-اصول العامہ للفقہ المقارن، محمد تقی حکیم، ص۳۶

۳-اصول العامہ للفقہ المقارن، محمد تقی حکیم، ص ۹

۴-اصول العامہ للفقہ المقارن، محمد تقی حکیم، ص ۹

فقہ مقارن کے فوائد

۱-فقہ مقارن سے تمام اسلامی مذاہب کا مختلف فقہی مسایل میں نظریات؛ دلیلوں کے ساتھ معلوم ہو جاتی ہیں تا کہ انسان آزادانہ طور سے صحیح نظریہ کا انتخاب کر سکے.

۲-اِس سے مسلمانوں کے درمیان وحدت اور یگانگی پیدا ہو جاتی ہے.

فقہ مقارن کا تاریخچہ

فقہ مقارن کا تاریخچہ آئمہ طاہرینؑ کے زمانے سے جا ملتی ہے.

۱-سب سے پہلے امام صادقؑ نے فقہ مقارن کا آغاز کیا(۱) اور پھر اپنے خاص شاگردوں کو یہ سلسلہ جاری رکھنے کا حکم دیا جیسا کہ انہوں نے ابان بن تغلب کو مسجد میں بیٹھنے اور اہلسنت کو اُن کے مذہب کے مطابق فتویٰ دینے کا حکم دیا.

ابان بن تغلب کہتے ہیں: میں نے امام صادقؑ سے کہا کہ جب میں مسجد میں بیٹھتا ہوں تو میرے پاس دوسرے مذہب ﴿اہلسنت﴾ کے لوگ آتے ہیں اور مختلف مسائل پوچھتے ہیں، اگر میں بہانا بناتا ہوں ﴿اور انہیں اُن کے مذہب کے مطابق فتویٰ نہیں دیتا﴾ تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں اور میں آپؑ ﴿شیعوں﴾ کے مذہب کے مطابق بھی حکم نہیں دے سکتا؛ اس حالت میں میرے لئے کیا حکم ہے؟ امامؑ نے فرمایا: تم اِنہیں انہی کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا کرو، اور فرمایا: اے ابان! میں چاہتا ہوں کہ مدینہ میں تم جیسے فقہاء فتویٰ دیتے رہیں.(۲)

فقہ مقارن پر شیعوں کے تالیفات

۱-ابن جنید اسکافی پہلے فقیہ ہیں جنہوں نے فقہ مقارن پر رسالہ لکھا ہے.

۲-شیخ طوسی نے ''الخلاف'' لکھی ہے جس میں انہوں نے تمام فقہی مسائل میں اہلسنت کے آراء؛ دلایل کے ساتھ نقل کئے ہیں اور پھر اُن سے جوابات دیے ہیں.

۱-رجال کشی، ص۲۵۲.

۲-روضات الجنۃ، خونساری، علامہ بحر العلوم کے حالات زندگی میں.

۳- علامہ حلی نے بھی اِس موضوع پر دوگراں بہا کتابیں ''تذکرۃ الفقھاء'' اور ''منتھی المطلب فی تحقیق المذھب'' لکھی ہیں، جس میں اُنہوں نے اہلسنت کے نظریات اور اُن کے جوابات ذکر کیے ہیں.

۴- علامہ بحر العلوم اور شہید ثانی بھی اپنے درس میں تمام اسلامی مذاہب کے اراء اور نظریات نقل کرتے تھے، ابن العودی نقل کرتے ہیں: میں بعلبک میں کئی عرصہ تک شہید ثانی کی خدمت میں رہا اور وہ وقت میں ہرگز نہیں بھول سکتا کہ وہ تمام شیعوں اور اہلسنت کا متفقہ فقیہ اور مرجع تھے اور ہر ایک کو اُس کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیتے تھے.(۱)

۵- آیۃ اللہ سیّد حسن بروجردی بھی درسِ فقہ میں اہلسنت کے فتاویٰ نقل کرتے تھے اور اِس بات پر خاص توجہ دیتے تھے چونکہ آپ کہا کرتے تھے کہ اہلبیتؑ کے احادیث کی سمجھ اہلسنت کے فتاویٰ پر موقوف ہے چونکہ اہل بیتؑ کے اکثر روایتوں کا مدّ نظر اہلسنت کے فتاویٰ ہوا کرتی تھیں.

۶- شیخ محمد جواد مغنیہ نے ''الفقہ علی المذاھب الاربعۃ'' کی کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے پانچوں اسلامی مذاہب کے نظریات نقل کی ہیں لیکن اُنہوں نے کسی مذہب کے نظریہ کی دلیل یا اُسکا رڈ ذکر نہیں کیا ہے.

۷- شیخ محمد ابراہیم جناتی نے ''دروس فی الفقہ المقارن'' کے نام سے کتاب لکھی ہے جو تین جلدوں پر مشتمل ہے اور اسکی دو جلدیں ابھی تک شائع ہوئی ہیں، انہوں نے اِس کتاب میں تمام مذاہب کے نظریات تفصیل کے ساتھ نقل کئے ہیں اور بعض مسائل میں اُن کی دلیلیں اور ردّ بھی ذکر کیا ہے.

فقہ مقارن کے متعلق اہلسنت کے تالیفات

فقہائے اہلسنت نے اِس موضوع پر بہت سی مفید اور گراں بہا کتابیں لکھی ہیں لیکن انہوں نے صرف ''نقل فتاویٰ'' پر اکتفاء کیا ہے جبکہ دلیلیں اور نقد ذکر نہیں کیا ہے، ذیل میں ہم اُن میں سے چند مشہور کتابیں نقل کرتے ہیں:

۱- بدایۃ المجتھد، ابن رشد اندلسی، جو کہ دو جلدوں پر مشتمل ہے.

۱- مقدمہ شرح الدمشقیہ، شہید ثانی.

۲-الفقہ علی المذاہب الاربعہ، الجزیری، جوکہ چار جلدوں میں ہے.

۳-حلیۃ العلماء فی معرفۃ مذاہب الفقہاء، سیف الدین ابوبکر محمد القفال الشاشی، متوفی ۶ ہجری.

۳-نھایۃ المطلب فی درایۃ المذھب، عبدالملک الجوینی، متوفی ۴۷۸ ہجری.

۶-رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ، عبیداللہ الدمشقی النعمانی الشافعی، متوفی ۸ ہجری.

۷-المغنی، ابن قدامہ المقدسی الحنبلی.

۸-موسوعہ الفقہ الاسلامی، جوکہ ''موسوعہ جمال عبدالناصر'' کے نام سے مشہور ہے، جسے جمال عبدالناصر کے حکم پر مصر کے چند علماء نے لکھی ہے.

۹-موسوعہ الفقہ الاسلامی، جوکویت سے شائع ہوئی ہے، یہ کتاب جامع اور دقیق ہے لیکن اِس میں شیعوں کے نظریات نقل نہیں ہوئے ہیں.

اہلسنت کے چاروں مذاہب کا اجمالی جائزہ

امام ابوحنیفہ

اُس کا نام نعمان ابن ثابت بن زوطی بن ماہ تھا، جبکہ ابوحنیفہ اسکی کنیت تھی، مشہور قول کے مطابق اس کے آباء واجداد ایران کے رہنے والے تھے، وہ ۸۰ ھ ق کو کوفہ میں پیدا ہوئے انہوں نے ابتداء میں تجارت کا پیشہ اپنایا اور بعد میں علم دین حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے اور باقیماندہ زندگی اسی راہ میں گزاری، اُن کا شمار تابعین تابعین (۱) میں ہوتا

۱-انہوں نے ۵۲ سال بنی اُمیہ کے دوران حکومت میں اور ۱۸ سال عباسی دورِ حکومت میں گزارے. ﴿وفیات الاعیان، جلد۲، ص ۴۰۵ -الفکر السامی، جلد۲، ص ۱۱۹ -- تاریخ بغدادی، جلد۳، ص ۳۳۱﴾

ہے.(۱)

ابوحنیفہ کے استنباط کے منابع

۱-**قرآن مجید**: امام ابوحنیفہ؛ احکام الٰہی کو سب سے پہلے قرآن مجید سے استنباط کرتے تھے لیکن قرآن مجید کے بعض مسائل میں اِس کا نظریہ دوسرے فقہاء کے مخالف تھا مثلاً وہ ''عام'' کی حجیت کو قطعی سمجھتے تھے اور ''مفہومِ مخالف'' کو حجت نہیں سمجھتے تھے.

۲-**سنت**: اگر کسی مسئلہ کا استنباط قرآن مجید سے نہیں ہوتا تھا تو وہ سنتِ نبوی کی طرف رجوع کرتے تھے اور سنتِ نبوی میں خبرِ واحد کی حجیت کیلئے چند شرائط کو ضروری سمجھتے تھے.

الف: وہ حدیث قیاس کے خلاف نہ ہو.

ب: اُس مسئلہ پر قرآن، سنتِ متواتر اور سنتِ مشہور میں سے کوئی دلیل موجود نہ ہو.

ج: وہ مسئلہ بہت زیادہ مبتلا بہ نہ ہو.

د: روای نے خود اُس حدیث کے خلاف عمل نہ کیا ہو.

۳:**اجماع**: اگر نقل اجماع ہو جائے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اُس پر مطلقاً عمل کیا جاسکتا ہے، انکی نظر میں اجماعِ صریح ﴿قولی﴾ کی حجیت قطعی ہے اور اجماع سکوتی ظنی حجیت رکھتی ہے.

۴-**قول صحابہ**: وہ قول صحابہ کرام کو عبادات، حدوداور دیات میں حجت سمجھتے ہیں چونکہ مذکورہ مسائل میں ذاتی رائے سے احکام کو استنباط نہیں کیا جاسکتا لہٰذا انکی نظر میں اِن جیسے مسائل میں قول صحابی؛ حدیثِ نبوی کی حیثیت رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے قول صحابی کو قیاس پر مقدم سمجھا ہے.(۲)

۱-خاستاہہای اختلاف درفقہ مذاہب، مصطفیٰ ابراہیم الزلمی، ص۴۴.

۲-الفکر السامی، جلد۲، ص۱۳۲.

۵-قیاس: ایک موضوع ﴿فرع﴾ پر دوسرے موضوع ﴿اصل﴾ سے مشابہت کی وجہ سے حکم لگانا، امام ابوحنیفہ نے تمام فقہاء کی نسبت قیاس پر زیادہ عمل کیا ہے.(۱)

۶-استحسان: قیاس خفی کو استحسان کہتے ہیں، ابوحنیفہ نے تمام فقہاء سے زیادہ استحسان کے ذریعہ احکام استنباط کئے ہیں.(۲)

۷-عرف: ابوحنیفہ؛ عرفِ صحیح کے ذریعہ احکام کو استنباط کرتے تھے اور اگر کہیں عرف اور قیاس کے درمیان تعارض واقع ہو جاتا تو عرف کو مقدم کرتے تھے، انہوں نے اکثر احکام عرف کے ذریعہ استنباط کئے ہیں.

۸-مصالح مرسلہ.

۹-اِستصحاب.

امام ابوحنیفہ کے مشہور اَصحاب

ابوحنیفہ کے مشہور شاگردوں میں سے ابویوسف، محمد بن حسن شیبانی، زفر بن ہذیل اور حسن بن زیاد ہیں.

امام مالک

مالک بن آنس النخعی ۹۳ ھ ق کو مدینہ میں پیدا ہوئے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اور ربیعۃ الرای سے علم فقہ حاصل کیا اور سترہ سال کی عمر میں مدینہ میں فتویٰ دینے لگے اور ستر سال تک یہی سلسلہ جاری رکھا، وہ فتویٰ دیتے وقت مسجد النبی میں بیٹھتے اور پیغمبر اکرمؐ کی حدیث نقل کرتے وقت آپؐ کے مزار کی طرف اشارہ کرتے تھے.(۳)

۱-الفکر السامی، جلد۲، ص۱۳۵.

۲-الفکر السامی جلد۲، ص۱۳۷.

۳-خاستگاہای اختلاف در فقہ مذاہب، مصطفیٰ ابراہیم الزلمی، ص۴۹.